ہند سے متعلق عربوں کی دلچسپی

(از جناب مولانا خالد کمال صاحب مبارکپوری)

عرب و ہند کے تعلقات اور ہند سے عربوں کی دلچسپی کے موضوع پر بہت سی کتابیں تصنیف کی جا چکی ہیں - اور ابھی تک ان تصانیف کا سلسلہ جاری ہے اور آئندہ نہ جانے کب تک یہ سلسلہ جاری رہے گا ۔ اور اس سلسلہ کو ہمیشہ جاری رہنا بھی چاہیئے ۔ کیوں کہ ہندوستان سے عربوں کے تعلقات صرف رسمی نہیں بلکہ حقیقی ہیں جس کی وجہ ان کے آپس کے تجارتی ۔ اقتصادی ۔ علمی ۔ فنی ۔ سیاسی ۔ معاشی وغیرہ تعلقات ہیں ۔

چھوڑیئے زوال اولی کے بڑے بڑے بحری تجارتی قافلوں کو جانے دیجیئے عرب و ہند کے سلاطین کے درمیان تحائف اور ہدایا کے سلسلوں کو بھلا دیجیئے ، عرب سیاحوں کی ہند کی سیاحت کو اور ذہن سے نکال دیجیئے ۔ عباسی دربار میں ہندی علماء کی طلب کو بھی بھول جائیے عرب اور ہندوستان کے تعلقات پر مواد فراہم کرنے میں ہمیں کوئی دشواری پیدا نہیں ہوگی ۔ کیوں کہ عرب کے نزدیک ہند کا شمار دنیا کی ان چند ترقی یافتہ اور ذی علم ملکوں میں کیا جاتا تھا ـــ جن کی تعداد اس وقت صرف چار تھی ۔

۱ - عرب ۲ - روم ۳ - فارس ـ ۴ - ہند

وہ جب بھی دوسرے ملکوں اور شہروں کا ذکر کرتے ہیں تو ہند کا نام آنا ضروری ہو جاتا ہے ۔ خواہ وہ ذکر جغرافیائی اور قومی اعتبار سے ہو یا علمی ۔ فنی اعتبار سے ۔ یا سیاسی و اقتصادی و اجتماعی اعتبار سے ۔

بہر صورت جب وہ دنیا کے دوسرے شہروں کا آپس میں موازنہ کرتے تھے تو ہندوستان کا ذکر ان کے لیئے ناگزیر ہو جاتا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان ہر ہر میدان میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے جس کو نہ صرف اہل عرب بلکہ ساری دنیا کے لوگ تسلیم کرتے ہیں ۔ اگر عرب بہت سی چیزوں کے نام کے آگے لفظ ہندی لگاتے ہیں اور سیف ہندی ۔ تمر ہندی ۔ عود ہندی ۔ وغیرہ وغیرہ بولتے ہیں تو کوئی التعجب کی بات نہیں ۔ ہندوستان کی یہ اشیاء ساری دنیا میں مشہور و معروف تھیں ۔

اسی طرح عرب بڑی شان کے ساتھ ہند اور ہندیہ نام رکھتے ہیں جس سے ان کی ہندوستان سے دلچسپی اور لذت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے ۔

آج ہم اپنے قارئین کے سامنے ایک جلیل القدر مصنف اور ایک جید عالم کی ایک تصنیف کنز المدفون والفلک المشحون سے ہندوستان سے متعلق تحریروں کے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں ۔ جن سے کہ ہر زمانے میں عرب اور ہندوستان کے تعلقات اور ایک دوسرے سے متعلق معلومات کا بخوبی اندازہ ہو سکے گا ۔

چوں کہ ہمارا مقصد صرف ہند سے متعلق عربوں کی دلچسپی اور نسبت کو بتانا ہے اس لیئے اس ضمن میں جو روایات و اقتباسات پیش کیے جائیں گے ان کی صحت وغیرہ سے کوئی بحث نہ ہوگی ۔ بلکہ یہ کتاب کچھ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اسے صحت و سقمت سے بالاتر ہی سمجھنا چاہیئے ۔

علامہ جلال الدین سیوطی حضرت آدم علیہ السلام کی جنت سے نکالے جانے اور دنیا میں آنے سے متعلق واقعہ کے ضمن

میں فارزے کے تحت تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"آدم علیہ السلام سرندیپ کی ایک وادی میں اتارے گئے، جو ہندوستان میں واقع ہے۔ اور اس پہاڑ کا نام جس پر آپ کو اتارا گیا جبل نوذ ہے۔"

اس کے بعد ہند کے ایک جشن صدسالہ کا نقشہ، ان الفاظ میں کھینچتے ہیں کہ :-

"مشہور ہے کہ ہند میں ایک دن تمام لوگ آبادی سے نکل کر ایک بڑے چٹیل میدان میں جمع ہوتے ہیں۔ سب چھوٹے بڑے۔ مرد۔ عورت۔ غلام۔ آزاد۔ سب ہی بستی چھوڑ کر اس اجتماع میں شرکت کرتے ہیں۔ یہ جشن سو سال گزرنے کے بعد آنے والی صدی کے پہلے دن منعقد کیا جاتا ہے۔ جب یہ سب لوگ اس وسیع میدان میں جمع ہو جاتے ہیں تو شاہی منادی اعلان کرتا ہے کہ اس پتھر پر وہی شخص بیٹھ سکتا ہے جو گزشتہ جشن صدسالہ میں شرکت کر چکا ہو۔

اس پتھر کے قریب ہی ایک دوسرا پتھر رکھا ہوتا ہے جس پر بادشاہ، وزراء، حکماء۔ اور ارباب دولت بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اس اعلان کے بعد کوئی بہت ضعیف بڈھا اٹھ کر آگے بڑھتا ہے عام طور پر جس کی قوت بصارت سماعت فنا ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک نہایت بڈھی ضعیف عورت بھی آگے بڑھتی ہے جس کا بدن صرف ایک ڈھانچہ رہ جاتا ہے۔ اس کے بعد یہ دونوں ایک پتھر پر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اور بڈھا عوام کو متوجہ کر کے تقریر کرتا ہے کہ میں سو سال پہلے کے منعقدہ جشن صدسالہ میں شرکت کر چکا ہوں۔ اور اس وقت میں بچہ تھا اپنے باپ کے ساتھ آیا تھا۔ اس وقت فلاں کی بادشاہت تھی اور فلاں اس کا وزیر تھا۔ فلاں اس زمانہ کا جج تھا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ بھی بادشاہ کا فوجی نظام پیش کر کے اس کا پورا نقشہ کھینچتا تھا۔ پھر اس دوران میں گزرے ہوئے ایام کا وہ ایک مفصل خاکہ پیش کرتا ہے۔ اور بتاتا ہے کہ گزرے ہوئے لوگوں کو کس طرح مصیبت اور پریشانی نے اپنا آلہ بنایا تھا۔ اس کے بعد قوم کا مشہور و معروف خطیب کھڑے ہو کر خطبہ دیتا ہے اور وعظ و نصیحت کرتے ہوئے ان کو موت یاد دلاتا ہے جس کو سن کر پوری قوم رونے لگتی ہے۔ اور لوگ ظلم و تعدی سے توبہ کرتے ہیں اور صدقہ و خیرات کرتے ہیں۔" صفحہ ۳

ایک واقعہ

اس کے بعد محمد بن جعفر زاری کا ایک واقعہ خود انہی کی زبانی نقل کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ۔

"محمد بن جعفر زاری نے بیان کیا کہ میں بذریعہ کشتی ہند کی جانب روانہ ہوا۔ جب سرندیپ پہونچا تو ایک اونچے پہاڑ کی جانب گزر ہوا۔ میں نے اوپر نظر دوڑائی تو ایک بڑے پتھر پر کچھ سریانی تحریر کندہ پائی جس کی ترجمانی ان اشعار سے کیونکر ہوتی ہے۔

انا الموجود فاطلبنی تجدنی
وان رصت السوا فلم تجدنی

ترجمہ :

"میں موجود ہوں، لہذا اگر تم مجھے طلب کرو تو پاؤ گے اور اگر میرے ...... علاوہ گزرنے کا کوئی ارادہ کیا تو مجھے ہرگز نہیں پا سکتے۔"

دوسرا شعر ہے

تجدنی حین تطلبنی سولیا
قریب منک فاطلبنی تجدنی

ترجمہ۔

"اگر تم مجھ کو طلب کرو تو بہت جلد اپنے قریب پا جاؤ گے لہذا تم مجھے طلب کرو تو پاؤ گے۔"

اسی طرح کے تقریباً بارہ اور اشعار آگے ذکر کیے ہیں۔ لیکن مگر کتاب کی بہت جامع اور طویل تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ :-

"کیا تم نے کسی ایک استاذ کو ہر طرح کے مضامین

پڑھاتے ہوئے دیکھا ہے ؟ اور ایک ہی شخص کو عربی۔ فارسی۔ یونانی۔ ہندی۔ سندھی۔ رومی، کے اوصاف بیان کرتے سنا ہے ؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو یہ وصف کتاب کے اندر موجود ہے۔ کہ وہ ساری دنیا کے اوصاف بتاتی ہے۔" صـ ۶۹

اور آگے چل کر زمین کی مسافت کے اختلافات کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"زمین کا آباد حصہ ایک پرندے کی صورت اختیار کیے ہوئے ہے جس کا سر چین ہے۔ اور داہنا بازو ہند اور سندھ۔ بایاں بازو خزر ہے۔ اس کا سینہ مکہ۔ عراق۔ شام۔ مصر ہے۔ اور اس کی دُم مغرب" ۸۶

اقلیم سبعہ۔

اسی صفحہ پر آگے چل کر اقلیم سبعہ کی پہچان کا قاعدہ لکھتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ:۔

"پہلی اقلیم کی ابتداء چین کے انتہائی شہروں سے ہوتی ہے جو جنوبی حصہ اور سواحل سندھ سے ہوتی ہوئی بلاد سندھ تک پہنچتی ہے۔ اس کے ذرا اور آگے لکھتے ہیں کہ اقلیم ثانی مشرق سے شروع ہوتی ہے جو چین کے شہروں سے ہوتی ہوئی بلاد سندھ اور بلاد ہند تک پہنچ جاتی ہے۔" صـ ۸۸

امام جلال الدین ایک جگہ ہر ہر ملک اور ہر ہر قوم کی خاصیت بیان کرتے ہوئے ان کی جماعتوں اور طبقات کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی سلسلہ میں ہند کے متعلق لکھتے ہیں کہ:۔

"ہند میں تین قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ کلمانی۔ چرامقہ۔ اور آریہ۔" صـ ۱۰۷۔

ایک مقام پر قوموں کے خواص کا ذکر کرتے ہوئے بڑی دلچسپ معلومات بہم پہنچاتے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ۔

"خفت کے دس حصے ہیں۔ ان میں سے نو حصہ تو عربوں کو ملے ہیں اور ایک ساری دنیا کو۔ بخل کے بھی دس حصے ہیں۔ ان میں سے نو اہل فارس کے حصہ میں آئے اور ایک حصہ سے ساری دنیا کو تقسیم کیے گئے۔ اسی طرح تکبر کے بھی دس حصے بنائے گئے نو تو روم کو ہاتھ لگے اور ایک میں ساری دنیا کو دیا گیا۔ اور خوشی کے بھی دس جز ہیں، ان میں سے نو سوڈانیوں کو دیئے گئے ہیں اور ایک باقی دنیا کے لیے۔ اسی طرح خواہش جماع کے بھی دس حصے کیے گئے۔ جن میں سے نو حصے ہندوستانیوں کو ملے اور ایک حصہ ساری دنیا کو تقسیم کیا گیا۔" صـ ۱۲۷

پیداوار

اسی طرح ایک اور مقام پر مختلف ملکوں کی پیداوار کے بارے میں پرانے اقوال نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ

"ہند کے دریا کیا ہوتے ہیں گویا موتی ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے پہاڑ سراپا یاقوت ہوتے ہیں۔ اور اس کے درخت گویا سب کے سب عود ہی ہوتے ہیں۔"

اسی طرح ایک مقام پر چند ممالک کی مشہور اشیاء کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"نیشاپور کا فیروزہ۔ اور سرندیب (ہند) کا یاقوت بہت مشہور ہے۔"

اسی صفحہ پر مشہور پہاڑوں کے اسماء اور ان کے جائے وقوع کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"جابہ پہاڑ ہند میں اور سرندیب کا پہاڑ اقصائے ہند میں ہے۔ ساتیدا پہاڑ روم سے شروع ہو کر بحر ہند تک چلا جاتا ہے۔ کشمیر کا پہاڑ ہند میں ہے اور اسی طرح راہوان کا پہاڑ بھی ہند میں ہے۔"

ایک دوسری جگہ نہروں اور دریاؤں کا تذکرہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"دریائے مہران سندھ میں، دریائے کرار ہند میں دریائے کنل ہند میں اور دریائے دیاس سندھ میں ہے۔"

مشہور چشموں کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"عین ماء العقل (عقل کے پانی کا چشمہ) جزائر ہند

میں عین مقابل سرزمین ہند میں یمن قوم لوط ھند یا نواح شہر میں ہے ۔" ص ۱۵۶ تا ۱۵۷

چند عالمگیر شہرت رکھنے والے کنوؤں کے ذکر میں تحریر کرتے ہیں کہ بڑا منصورہ ھندوستان میں ہے ۔ ص ۱۵۷ ۔ چند مشہور و معروف جزائر کا ذکر کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ جزیرہ واق عبیہ کہ بتایا جاتا ہے کہ ۲ ہزار جزائر پر مشتمل ہے جو اقصائے ہند میں واقع ہے ۔ اسی طرح جزیرہ مہراج بحر ہند میں جزیرہ رانج اقصائے ہند میں جزیرہ بنان ہند میں جزیرہ برطابیل بحر ہند میں، جزیرہ سلاہط بحر ہند میں ۔ جزیرہ تنتر بحر ہند میں اور جزیرہ جابہ بحر ہند میں ہے ۔ ۱۵۷ ۔ تا ۱۵۸

" شطرنج "

ایک مقام پر شطرنج اور اس کی تاریخ اور اس کا تعارف کراتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ۔ "اس وقت ہندوستان کے موجودہ حکمراں کا نام تلجیت تھا ۔ اس کے کھیلنے اور دل کو بہلانے کے لیے اس کے خاص حکیم صصہ بن داہر ہندی نے شطرنج ایجاد کی ۔ اور جب تیار کر کے دربار میں اس کو پیش کیا تو راجہ نے حکم دیا کہ اس کو اور طویل کرو ۔" ص ۱۵۸

ان چند روایات اور اقتباسات کو سامنے رکھنے کے بعد یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ عرب ہند کو ہمیشہ سے ایک ترقی یافتہ ملک اور ایک ذی علم قوم ۔ اور ایک باوقار ریاست کی حیثیت سے جانتے تھے ۔ اور روزمرہ کے محاورات سے لے کر علم و فن اور ایجاد اور اختراع میں ان کو یاد رکھتے تھے ۔